وہی سب سے اچھا مذہب ہے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

ہردیونگری ایک چھوٹا سا خوبصورت گاؤں مہدی آباد کے ضلع میں واقع تھا اس گاؤں کے مالک لالہ ہربنس رائے ایک بہت ہی متمول کائستھ تھے اس گاؤں کے علاوہ تین گاؤں اسی ضلع میں اور بھی ہربنس رائے کی زمینداری میں تھے اور چار گاؤں کی آمدنی کا اوسط کوئی سات آٹھ سو روپے ماہوار پڑجاتا تھا ہربنس رائے مالدار ہونے کے علاوہ خود بھی بہت اچھے تعلیم یافتہ تھے اور عام طور پر علم دوست اصحاب کی بڑی قدر کیا کرتے تھے دولت دنیا اور دولت علم کے علاوہ خدا نے انھیں مزاج بھی بہت اچھا دیا تھا اور جس چیز نے انھیں گاؤں گاؤں مشہور کردیا تھا وہ درحقیقت ان کی دولت یا ان کا علم نہ تھا بلکہ ان کی سخاوت فیاضی اور بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی تھی اپنی آمدنی کا ایک اچھا خاصہ معقول حصہ وہ ہر سال مختلف خیراتی کاموں پر صرف کرتے رہتے تھے اور ان کے متعلق عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ کوئی سائل ان کے دروازہ سے خالی نہیں پھرتا اتنی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ان کی کسی عادت کو اگر برا کہا جاسکتا تھا تو وہ یہ تھی کہ وہ فطرۃً کسی قدر ضدی اور ایک اچھی خاصی حد تک خودپرست اور خودستا تھے لیکن ان کے یہ عیب بھی دوسرے متمول لوگوں کی طرح اس قدر زیادہ نہ تھے کہ ہر شخص جلدی سے انھیں معلوم کرلے یا ان سے متنفر ہوجائے اپنے بے تکلف احباب سے وہ اکثر کہہ بھی دیا کرتے تھے کہ بھائی دنیا میں بھلائی زیادہ تر اسی لئے کی جاتی ہے کہ آدمی دوسروں کی نگاہ میں عزت حاصل کرے اور ہمیں تو اس بات پر بالکل یقین نہیں آتا کہ لوگ دوسروں کے ساتھ بلا کسی غرض کے بھلائی کرتے ہوں یا یہ کہ ان کے دل میں ایشور کا اتنا ڈر ہو کہ چوری چھپے اں بھی موقع مل جانے پر وہ کوئی پاپ نہ کرتے ہوں۔ ہربنس رائے کی مذہبی معلومات بہت وسیع تھی مگر عملاً وہ بہت زیادہ مذہبی آدمی نہ تھے بلکہ کبھی کبھی اپنے گھر میں یا بہت ہی ہمراز دوستوں کے سامنے وہ اعتراف بھی کرلیا کرتے تھے کہ اس پوجا پاٹ سے ہمارے دل کو کبھی تسلی نہیں ہوتی اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے کیا فائدہ ہے ان کا خیال تھا کہ لوگ یہ سب کام صرف دکھاوے کیلئے کیا کرتے ہیں اور جو لوگ باقاعدہ پوجا پاٹ کیا کرتے ہیں ان کے دل میں ایک قسم کا غرور پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو دوسرے آدمیوں سے کوئی الگ اور بڑی چیز خیال کرنے لگتے ہیں ایک دن ان کی بیوی نے بڑی عقیدتمندی کے ساتھ ایک برہمن کو کھانا کھلایا تو انھوں نے کہا کہ ان برہمن دیوتاؤں کو کھلانے سے کیا فائدہ ہے انکا دہرم تو یہ ہے کہ مجھ سے آٹھ آنے پیسے لینے کے لئے میرے آگے بھی اسی طرح ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوجاتے ہیں جس طرح شیوجی کی مورتی کے آگے جو شخص آدمی میں اور خدا میں کوئی فرق نہ کرے اور تھوڑے سے پیسوں کیلئے آدمی کو خدا سمجھنے لگے اسے کبھی دھرماتما نہیں کہا جاسکتا۔

ہردیونگری کی آبادی تقریباً پانچسو آدمیوں کی تھی اور ان میں سے بیشتر ہندو تھے مسلمانوں کے صرف چھ یا سات گھر تھے جن میں صنعت پیشہ لوگ شامل تھے یا ایک خاندان شیخ اکرام اللہ کا تھا جو کاشتکاری کیا کرتا تھا اور چند کھیتوں کا مالک بھی تھا اس خاندان میں عورت مرد اور بچے سب ملاکر تیرہ آدمی تھے شیخ جی کی عمر پچاس سال سے کچھ اوپر ہی تھی مگر پرانے وقتوں کے لوگ تھے خوراک اچھی کھاتے تھے دا بھ

کام کرتے تھے اور کھلی ہوا میں رہتے تھے اس لئے ان کے قویٰ بہت اچھے تھے اور ابھی اتنی طاقت تھی کہ جوان بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے تو وہ چھڑا نہ سکتا تھا شیخ جی کا رنگ تو دھوپ کے اثر سے سانولا سا ہو گیا تھا مگر ناک نقشہ بہت اچھا تھا خوب گھنی اور گرد داڑھی تھی سر پر پٹھے رکھتے تھے جن میں روزانہ باقاعدہ کنگھی کی جاتی تھی سال کے سال غلہ کے بدلے گاؤں کے جلاہے سے گاڑھے کے تھان خرید لئے جاتے تھے اور اسی کے کپڑے سارا گھر پہنا کرتا تھا شیخ جی کی آمدنی اتنی تھی کہ تمام گھر کی بہ فراغت گزر اوقات ہوتی رہتی تھی اور اتفاقی ضرورت کے وقت دس بیس پچاس روپے گھر میں نکل آتے تھے بہت پڑھے لکھے آدمی تو نہ تھے لیکن یہ بھی نہ تھا کہ بالکل جاہل ہی ہوں سارے گاؤں میں یہ بات مشہور تھی کہ دوسروں کا کام کرنے کیلئے شیخ جی ہمیشہ مستعد رہتے ہیں اور گاؤں کے کئی آدمیوں کو اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا کہ شیخ جی دوسروں کی خاطر اپنی جان بھی خطرہ میں ڈال دیا کرتے ہیں۔ لالہ ہربنس رائے بھی شیخ جی کی بڑی عزت کرتے تھے اور شیخ جی کو بھی لالہ صاحب سے بہت ہی بلند تھا اور یہ وہ چیز تھی جس نے ہربنس رائے کی نگاہوں میں انھیں اس قدر عزیز بنا دیا تھا۔ شیخ جی کے دو کارنامے ہربنس رائے کے دل پر نقش تھے اور جب کسی نئے آدمی سے شیخ جی کا ذکر آجاتا تھا تو وہ ان دونوں واقعات کا تذکرہ ضرور کیا کرتے تھے ایک مرتبہ تو ایسا ہوا تھا کہ گاؤں پر مسلح ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے ڈاکہ ڈالا تھا اور چونکہ آتے ہی آتے انھوں نے بندوق سے کئی آدمیوں کو زخمی کر دیا اس لئے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ مقابلہ کے لئے نکلے ڈاکوؤں نے سب سے پہلے بنئے کے مکان کا جائزہ لیا اور وہاں سے گیارہ ہزار روپیہ نقد اور بہت سے زیورات لیکر ہربنس رائے کے مکان کی طرف جا رہے تھے کہ اتنے میں شیخ جی کو خبر لگی اور وہ فوراً اپنی لاٹھی اور اپنے بڑے بیٹے کو لیکر نکلے اور آس پاس کے اور آدمیوں کو غیرت دلا کر ساتھ چلنے پر آمادہ کیا سب ملکر کوئی بیس بائیس آدمی ہوں گے اور بنئے کے گھر سے نکلتے ہی ڈاکوؤں کو جا گھیرا شیخ جی سب سے آگے آگے تھے اور برابر آوازیں دے دیکر لوگوں کی ہمت بڑھا رہے تھے ڈاکو ابھی کچھ گھر کے اندر تھے اور کچھ باہر آگئے تھے اسلئے انھیں اچھی طرح اپنے ہتھیار استعمال کرنے کا موقع نہ تھا دو ایک بندوقیں انھوں نے چلائیں مگر ان سے کچھ زیادہ نقصان نہ ہوا اور لاٹھی چلانے میں وہ کسی طرح بھی گاؤں والوں کا مقابلہ نہ کر سکے اسی عرصہ میں ہربنس رائے اور ان کے نوکر بھی آگئے اور اب ڈاکو بالکل دب گئے اور سوائے دو تین کے باقی سب کے سب زخمی ہو کر گر گئے یا گرفتار کر لئے گئے ہربنس رائے کہا کرتے تھے کہ یوں تو شیخ جی انتہا سے زیادہ نیک آدمی ہیں اور کبھی کسی سے لڑنا بھڑنا نہیں جانتے بلکہ اگر کوئی شخص سخت و سست بھی کہہ لے تو ٹال جاتے ہیں مگر اس رات کو وہ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح جس طرف حملہ کرتے تھے ڈاکوؤں کی صف ٹوٹ جاتی تھی اس لڑائی میں شیخ جی کے سر اور بازو میں کئی زخم بھی آئے مگر انھوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور اسی طرح لڑتے رہے بنئے نے شکرگزاری کے طور پر بہت چاہا کہ شیخ جی کو ایک معقول رقم نذر کر دے بلکہ ہربنس رائے کو بھی بیچ میں ڈالا مگر انھوں نے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا میرا فرض تھا نہ اس میں بنئے پر کچھ احسان ہے اور نہ اس کا کچھ معاوضہ میں لے سکتا ہوں میرے مذہب نے پڑوسی کے حقوق بے انتہا رکھے ہیں اور خدا کرے کہ میں انھیں ادا کر سکوں ؛

شیخ جی کی انسانی ہمدردی یا حق ہمسائگی ادا کرنے کا دوسرا واقعہ جو ہر شخص کی نوک زبان تھا اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایکمرتبہ جون کے مہینہ میں ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ چلچلاتی ہوئی دھوپ پڑ رہی تھی اور ہوا بھی بہت تیز اور بیحد گرم تھی گاؤں کے ایک سرے پر تیلیوں کے

مکانوں میں آگ لگ گئی گاؤں کے مکانات عام طور پر پھونس کے ہوتے ہیں نہ کہ غریب تیلیوں کے گھر جن پر کافی پھونس بھی نہ تھا ذراسی دیر میں آگ کہیں سے کہیں پہنچی اور چھپر اور کھپریلیں جل جلکر گرنی شروع ہوگئیں اول تو آگ کے بجھانے کا وہاں کچھ موقع بھی نہ تھا اگر ہوتا بھی تو اس قدر شدید گرمی کی وجہ سے کسی کی ہمت نہ پڑسکتی تھی کہ اس کے قریب جائے شمالی سمت میں ایک کھپریل کا مکان تھا جب اس میں آگ لگی تو عورتیں اور بچے نکل نکل کر بھاگے مگر گھبراہٹ اور پریشانی میں تین برس کی ایک لڑکی جو سو رہی تھی اندر ہی رہ گئی مکان جل رہا تھا اور گھر کے باشندے کھڑے ہوئے حسرت کے ساتھ اس کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ماں کو اپنی اس بچی کا خیال آیا اور اب اسے معلوم ہوا کہ وہ اندر ہی رہ گئی ہے ماماتا کی ماری ماں پچھاڑ کھا کر گر پڑی اور کچھ اس طرح بلک بلک کر روئی کہ ہر شخص کو اس کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوگئی اور کئی ایک رقیق القلب آدمی رونے بھی لگے لیکن اتنی ہمت کسے ہوسکتی تھی کہ جان بوجھکر اس دوزخ میں گھستا خاصکر جبکہ یہ امید بھی نہ تھی کہ لڑکی زندہ ہوگی شیخ جی بھی اس موقع پر پہنچ گئے تھے اور جیسے ہی انھوں نے سُنا کہ ایک بچی گھر کے اندر رہ گئی ہے انھیں چین نہ پڑا اور بغیر ذرا سا بھی تامل کئے ہوئے اس جلتی آگ میں گھس گئے خدا کی شان لڑکی اس وقت تک زندہ تھی اور باہر نکلنے کیلئے رو رہی تھی شیخ جی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور وہاں سے بھاگے۔ بھاگتے میں ان کے کرتے میں آگ لگ گئی مگر وہ رُکے نہیں اور بھاگے ہوئے چلے آئے لوگ ان کی جرأت پر حیران تھے اور جب ان کے کپڑے جلتے دیکھے تو دوڑ کر بجھانے کے لئے آئے لڑکی پر کھپریل کا ایک ٹھیکرا گرا تھا جس سے اس کے سر میں ہلکا سا زخم آگیا تھا اس کے علاوہ بالکل صحیح اور سالم تھی اور شیخ جی کو بھی اس کے علاوہ اور کوئی صدمہ نہ پہنچا تھا کہ ان کی پیٹھ تھوڑی سی جل گئی جس نے کئی دن تک انھیں تکلیف پہنچائی ماں اٹھکر شیخ جی کے قدموں پر گر پڑی مگر شیخ جی فوراً وہاں سے چلدیئے اور کسی کو اتنا بھی موقع نہ دیا کہ ان کی اس جانبازی کی داد دیتا۔

شیخ جی ہر بات میں مذہب کے بیحد پابند تھے اور جو کچھ کرتے تھے مذہب کی ہدایت کے مطابق کیا کرتے تھے اور یہ ایک ایسی چیز تھی جس پر لالہ ہر بنس رائے سے اور ان سے اکثر دوستانہ اور مخلصانہ بحث ہوا کرتی تھی اور اکثر یا تو لالہ صاحب کے اس فقرہ پر ختم ہوتی تھی کہ یار شیخ جی تم ہیرا آدمی تھے اگر تمہارے دماغ میں تھوڑی یہ مذہبی سنک نہ ہوتی یا شیخ جی کے اس حملہ پر کہ بھئی ہر بنس رائے خدا جانے تمہارا دماغ کس قسم کا ہے کہ سیدھی سچی باتیں بھی اس میں نہیں سماتیں حالانکہ تم کام سارے کے سارے وہی کرتے ہو جو حد سے زیادہ مذہبی ہیں۔

شروع برسات کا موسم تھا ابتدائی بارشیں بہت اچھی ہوئی تھیں اور زمین اچھی طرح نم ہوچکی تھی۔ مگر اب ادھر کئی روز سے بادل کا نشان تک آسمان پر نہ رہا تھا اور بہت تیز دھوپ پڑ رہی تھی اوپر سے آفتاب کی جھلسا دینے والی حرارت اور نیچے سے گیلی زمین کے گرم گرم ابخرات اس پر ہوا کا حبس سب نے ملکر انتہائی گھمس اور گرمی پیدا کردی تھی، یہ موسم اور اس قسم کی نم آلود گرمی ہیضہ کے جراثیم کے لئے بہت ہی جان بخش ہوا کرتی ہے اور ہندوستان میں یہ مرض وبا کے طور پر بالعموم انھیں دنوں میں پھیلا کرتا ہے ۱۹۱۳ء میں یہ موسم ہردیونگری کے لئے بھی پیغام قضا بنکر آیا اور ہیضہ کی بیماری اپنے ساتھ لایا شروع شروع میں دو ایک آدمیوں کی موت تو بے خیالی میں گذر گئی مگر جب دن میں چار چار اور چھ چھ جنازے نکلنے شروع ہوئے تو لوگوں میں بدحواسی اور گھبراہٹ پیدا ہوئی اور انھوں نے گاؤں چھوڑ چھوڑ کر بھاگنا شروع کیا لالہ ہر بنس رائے کو ان کے ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ مکان چھوڑ دیں اور جب انھوں نے یہ تجویز کہ گاؤں

چھوڑ دیا جائے شیخ جی کے سامنے پیش کی تو انھوں نے کہا کہ "میں گاؤں تو نہیں چھوڑونگا البتہ یہ ممکن ہے کہ مکان چھوڑ دوں اور عارضی طور پر یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر جھونپڑیاں ڈال لوں اور ان میں رہوں بہت کچھ بحث ومباحثہ کے بعد یہی رائے قرار پائی کہ دو جھونپڑیاں بنوالی جائیں اور چند روز کے لئے ہرنبس رائے اور شیخ جی ان میں جاکر رہیں ارادہ کرنے کی دیر تھی جھونپڑیاں بننی شروع ہوگئیں لیکن جس صبح کو یہ طے پایا تھا اسی شام شیخ جی کی بڑی بہو نے ہیضہ کیا اور صبح ہوتے ہوتے دم دیدیا۔ شیخ جی نے ہرنبس رائے سے کہا کہ "اب میرا یہاں سے جانا فضول ہے کیونکہ میرے گھر میں یہ مرض آچکا اس لئے آپ تنہا جھونپڑی میں چلے جائیے اور میرا انتظار نہ کیجئے"، ہرنبس رائے نے بہت کچھ سمجھایا مگر شیخ جی نہ مانے اور کہا کہ اب میرے وہاں جانے میں تمہارے لئے بھی خطرہ ہے کیونکہ اگر کسی اور کے اوپر اثر ہوچکا ہے تو وہ وہاں پہنچکر بیمار ہوگا اور پھر تمہارا گھر چھوڑنا بھی بیکار ہوجائے گا آخر بہزار دشواری ہرنبس رائے اس پر رضامند ہوئے اور اسی روز مکان چھوڑ دیا۔ شیخ جی کا خیال غلط نہ تھا ان کی چھوٹی لڑکی پر وبا کا اثر ہوچکا تھا اور دوپہر کے بعد اس نے بھی ہیضہ کیا اور شام کے آٹھ بجے تک ٹھنڈی ہوگئی شیخ جی کے دل پر ان دو نوجوان موتوں کا بہت ہی گہرا اثر ہوا اور جب بیٹی کو دفنا کر وہ لوٹے تو کمر پکڑکر بیٹھ گئے اور کوئی گھنٹہ بھر تک اسی طرح چپ بیٹھے رہے وہاں سے اٹھے تو سیدھے اپنی چارپائی پر جاکر لیٹ گئے اور غالباً تمام رات جاگتے رہے ہرنبس رائے کے لئے مکان چھوڑنا بھی کچھ بہت مفید ثابت نہ ہوا اور دوسرے روز شام کو ان کے یہاں بھی پہلے ایک نوکر نے ہیضہ کیا اور پھر رات میں ہرنبس رائے کی بیوی بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگئیں رات میں تو شیخ جی کو خبر نہ ہوئی مگر جب صبح کو انھیں معلوم ہوا تو بہت رنج ہوا اور وہ ہرنبس رائے کے نئے مکان پہنچے نوکر صبح ہوتے ہوتے مرچکا تھا اور ہرنبس رائے کی بیوی قریب المرگ حالت میں پڑی ہوئی تھیں ہرنبس رائے عجیب مصیبت میں تھے کیونکہ ان کا چھوٹا سا ایک بچہ تھا جو بار بار ماں کے پاس جانا چاہتا تھا اور اسے الگ رکھنے کیلئے ہرنبس رائے اس بات پر مجبور تھے کہ بیوی سے دور رہیں اور گھر بھر میں ان کے سوا اور کوئی بھی اتنا نہ تھا کہ ان کی بیوی کی خبر گیری کرتا۔ گاؤں قریباً خالی ہوچکا تھا اور اب ان کا کوئی نوکر باقی نہ رہا تھا جسے کام کاج کیلئے بلالیتے اور نئے آدمی کا دستیاب ہونا بھی ناممکن تھا۔ ہرنبس رائے نے جب اپنی اس مجبوری کا شیخ جی پر اظہار کیا تو وہ بہت دیر تک سوچتے رہے کہ کیا کیا جائے اور یکایک اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ "دیکھو میں ابھی کچھ نہ کچھ بندوبست کرتا ہوں"

شیخ جی کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ یکایک ہرنبس رائے کا جی متلایا اور انھوں نے قے کی۔ انھوں نے ایک حسرت بھری نگاہ سے بچہ کی طرف دیکھا اور دل میں کہنے لگے کہ اگر شیخ جی نہ گئے ہوتے تو میں اسے انھیں کے سپرد کردیتا معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت بھی آگیا جوالیشور کی مرضی اس بچے کا کیا بندوبست کروں اسی خیال میں تھے کہ پھر قے ہوئی اور پھر ایک لگاتار سلسلہ شروع ہوگیا +

شیخ جی ہرنبس کے گھر سے اٹھکر سیدھے اپنے گھر گئے اور بیوی سے بولے کیوں جی تمہیں رقیہ کا بڑا صدمہ ہے؟ بیٹی کا نام سنتے ہی شیخ جی کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انھوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا تمہیں رنج نہیں ہوا ہے؟ شیخ جی نے کہا ہاں رنج کی تو بات ہی تھی مگر اب رنج کرنے سے یہ زیادہ اچھا ہے کہ ہم تم کوئی ایسا کام کریں جس سے خدا بھی خوش ہو اور کام میں ہمارا تمہارا دل بھی بہل جائے۔

بیوی (کسی قدر تعجب سے) کیا کوئی نیا کام تم نے سوچا ہے میں نے صبح اسی لئے کلام مجید تو پڑھا تھا اور اس سے میرے دل کو بہت تسلی بھی ہوئی تھی۔ شیخ جی نے کہا بیشک کلام مجید سے زیادہ کوئی چیز دل کو تسکین نہیں پہنچاتی لیکن اب صبح سے شام تک تو اسے بیٹھکر پڑھنا مشکل ہے آجکل گاؤں میں وبا پھیلی ہوئی ہے اور بہت سے خدا کے بندے ایسی حالت میں پڑے ہیں کہ کوئی ان کے حلق میں دو بوندیں پانی کی ٹپکانے والا بھی نہیں ہے خاصکر عورتوں کی حالت تو بہت ہی رحم کے قابل ہے اگر تم اس میں کچھ حرج نہ سمجھو تو جب تک یہ بیماری ہے یا جب تک ہم تم تندرست ہیں اپنے گاؤں کے بیماروں کی خدمت کیا کریں۔ بیوی نے کہا خدا مجھے توفیق دے کہ میں اس کے بندوں کی خدمت کرسکوں جس کے گھر تم مجھے مناسب سمجھو پہنچا دو میں خوشی سے اس کا سب کام کروں گی اور اگر اس طرح خدا نے میری بھی سن لی اور مجھے بھی بلا لیا تو ان غموں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھٹکارا بھی ہو جائے گا۔ شیخ جی نے کہا تو پھر بسم اللہ کرو اور چلو ہربنس رائے کا نوکر مر گیا اور اب ان کی بیوی کو ہیضہ ہوا ہے اور بہت خراب حالت ہے۔ ہربنس رائے بیچارے بالکل اکیلے ہیں اب وہ بچے کو دیکھیں یا بیوی کی تیمارداری کریں غریب کی مشکل میں جان آگئی +۔ بیوی نے کہا چلو +

میاں بیوی دونوں گھر سے روانہ ہوگئے اور جب ہربنس رائے کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ایک طرف بیوی دم توڑ رہی ہے اور دوسری طرف ہربنس رائے پانی کے ایک ایک گھونٹ کیلئے ترس رہے ہیں اور ننھا سا بچہ کبھی چاکریاں کو جھنجھوڑتا ہے اور کبھی باپ کو یہ حالت دیکھکر شیخ جی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انھوں نے کہا کہ یہ وقت چھوت چھات کے خیال کرنے کا نہیں ہے . . . .

. . . . تم بلا تکلف ان دونوں کی خدمت کرو اور میں بچہ کو کچھ کھلا پلا دوں اور بہلانے کی کوشش کروں، ہربنس رائے نے شیخ جی کو دیکھا تو ان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے اور انھوں نے اشارہ سے پانی مانگا شیخ جی نے پانی دیا تو پھر انھوں نے بہت ہی ناتوان اور کمزور آواز میں کہا کہ" بھائی یہ بچہ تمہارے سپرد ہے شاید جی بچے افسوس کہ اب میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں مگر میری روح بھی تمہارے اس احسان کو یاد رکھے گی میں کیا بدنصیب ہوں کہ بہن میرے گھر آئی تو کوئی اس کی بات پوچھنے والا بھی نہیں ہے اور الٹا اسی کو ہمارا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ شیخ جی نے کہا کہ ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے خدا تمہیں تندرست کردے پھر جو چاہنا سو کہنا۔

شیخ جی بچے کی پرورش میں اور ان کی بیوی مریضوں کی خدمت میں مصروف ہوگئے اور وہ تمام دن اور اس کے بعد ایک دن اور ان پر انتہائی تکلیف کا گذرا۔ دوسرے دن رات کو شیخ جی کی بیوی نے خوش ہوکر یہ خبر سنائی کہ ہربنس رائے کی بیوی نے پیشاب کیا ہے اور اب اس کے بچنے کی امید ہوگئی ہے صبح تک خود ہربنس رائے کی حالت بھی بہتری کی جانب مائل ہونے لگی اور تین چار روز میں دونوں اس قابل ہوگئے کہ ان کی زندگی کے متعلق کوئی اندیشہ نہ رہا اس عرصہ میں شیخ جی روزانہ دونوں وقت اپنے گھر جاتے تھے اور دیکھ آتے تھے کہ کوئی اور تو بیمار نہیں ہوگیا مگر خدا نے خیریت رکھی اور ان کے ہاں کوئی اور اس قسم کا حادثہ نہ ہوا۔

ہربنس رائے کے دل میں تو شیخ جی کی عظمت پیشتر ہی سے موجود تھی مگر اس آٹھ روز کے عرصہ میں ان کی بیوی تارا کو بھی شیخ جی اور ان کی بیوی سے بیحد محبت ہوگئی اور جب وہ رخصت ہوکر اپنے گھر جانے لگے تو تارا نے ایک ایسے انداز سے جس سے خلوص اور سچائی ٹپک رہی تھی کہا بہن۔ ہم تینوں کو تم نے پھر سے زندہ کیا ہے اور میں کبھی تمہارا احسان نہ بھولوں گی +

شیخ جی کی بیوی۔ بہن کیسی باتیں کرتی ہو زندگی دینے والا خدا ہے آدمی کے آدمی کام ہی آیا کرتا ہے اگر میں نے دو دن ذرا سا تمہارا کام کر دیا تو اس میں احسان کی کونسی بات ہے اس کے بعد انھوں نے تارا کے بچے کو گود میں لیکر پیار کیا اور دونوں میاں بیوی رخصت ہوگئے ان کے جانے کے بعد ہرہنس رائے اور تارا میں بہت دیر تک شیخ جی کے متعلق باتیں ہوا کیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ شیخ جی کی ہمدردی نے ان کے دلوں پر بہت زیادہ اثر کیا +

خدا خدا کر کے ہیضہ کا زور کم ہوا اور آہستہ آہستہ وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے پھر آ آکر ہر دیونگری میں آباد ہونے لگے جہاں چار روز پہلے سنسان اور ویرانہ نظر آرہا تھا وہاں پھر انسانی قدموں کی برکت سے ہر وقت چہل پہل رہنے لگی اور فراموش کار انسان ایک ہفتہ کے اندر سب کچھ بھول گیا کہ اس پر کیا مصیبت پڑی تھی۔ بنیوں نے اپنے سود در سود کے ہی کھاتے کھولے اور آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے لوگوں سے اپنے قرضہ کا تقاضا شروع کر دیا کھیتوں میں ہل چلنے لگے بازاروں میں دوکانیں کھل گئیں اور برکھا رت کے دلفریب مناظر اور جان بخش ہواؤں سے متاثر ہو کر لڑکیوں نے درختوں میں جھولے ڈالے اور چلا چلا کر گیت گانے شروع کر دیئے۔ ہرہنس رائے اپنے پرانے مکان میں آگئے تھے اور اب انھیں روزانہ شیخ جی سے ملاقات کئے بغیر چین نہ پڑتا تھا۔ آج بھی شیخ جی اور وہ دونوں بیٹھے ہوئے کچھ باتیں کر رہے تھے کہ ہرہنس رائے نے ہنس کر کہا کیوں شیخ جی اگر ہم مرجاتے تو تم تو یہی کہتے کہ ہرہنس دوزخ میں گیا؟ شیخ جی نے جواب دیا "نہیں میں تو ہرگز ایسا نہ کہتا مجھے معلوم ہے کہ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو اور تمہارے اعمال بھی اچھے ہیں پھر میں اپنی طرف سے ایسا فیصلہ کرنیوالا کون ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہی اس قسم کا فیصلہ کر سکتا ہے" ہرہنس نے کہا "مگر میں مذہب کو تو نہیں مانتا اور تمہارے خیال میں تو ایسا شخص پکا دوزخی ہونا چاہئے" شیخ جی نے کہا۔ یہ تمہاری زبانی باتیں ہیں تم دل میں ضرور مذہب کو مانتے ہو اگر تم مذہب کو نہیں مانتے تو اچھے کام کیوں کرتے ہو اور برے کاموں سے کیوں بچتے ہو" ہرہنس نے کہا "میری عقل کہتی ہے کہ یہ کام اچھا ہے اور یہ برا اس لئے میں ایک کام کو اختیار کر لیتا ہوں" شیخ جی نے جواب میں کہا "تو مذہب اور کسے کہتے ہیں مذہب بھی تو ہمارے عقیدوں ہی کا نام ہے اپنی عقل کے فیصلہ کے مطابق جو راستہ ہم اپنی زندگی بھر کے لئے پسند کرلیں اور جن اصولوں کو اچھا سمجھکر عمر بھر کے لئے اختیار کرلیں وہی ہمارا مذہب ہے۔ مذہب تو ہماری تمام زندگی کی تفسیر کا نام ہے اگر ہم چوری کو اچھا سمجھیں تو یہ بھی ایک مذہب ہے اگر چوری کو گناہ خیال کریں تو یہ بھی ایک مذہب ہے اگر ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ ہم کوئی مذہب نہیں رکھتے تو یہ بھی بجائے خود ایک مذہب ہے۔ جس مغالطہ میں تم پڑے ہوئے ہو وہ اب میری سمجھ میں آگیا تم شاید ان ظاہری عبادتوں پوجا پاٹ کو اور زبان سے چند خاص خاص الفاظ ادا کرنے کو مذہب خیال کرتے ہو لیکن درحقیقت مذہب اس کا نام نہیں ہے مذہب تو ان اصولوں کا نام ہے جن کو زندگی بھر کیلئے ہمارا دل اختیار کرلے زبان سے یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں یا ہندو ہوں کچھ بھی معنی نہیں رکھتا میں زبان سے تو کہتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور خدا ہمارا سب سے بڑا حاکم ہے اور خدا ہمارے تمام حالات سے واقف ہے لیکن اس کے باوجود برے سے برے کام کیا کروں تو آپ کے خیال میں کیا میں مسلمان ہوں۔ دنیا کی مردم شماری میں میرا نام مسلمانوں کے خانہ میں لکھہ جانے سے میں مسلمان نہیں بن سکتا اگر میں مسلمان ہوں اور خدا پر میرا سچا اعتقاد ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں جو اس کے حکم کے خلاف ہو دنیا کی حکومتوں کو جب ہم تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر ان کے تمام قوانین کی پابندی کیا کرتے ہیں اور ان کے کسی

حکم سے سرتابی نہیں کیا کرتے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کی حکومت کو تو ہم تسلیم کریں اور اس کے حکموں کا اور قانون کا مضحکہ اڑائیں اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مذہب کا پابند ہوں یا یہ کہنا کہ میں مذہب کا پابند نہیں ہوں کوئی معنی نہیں رکھتا ہر شخص کا کچھ نہ کچھ مذہب یا مسلک ...... ضرور ہوتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی کا مذہب اچھا ہوتا ہے اور کسی کا برا۔

ہربنس نے کہا " اچھا اگر ایسا ہے تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ دنیا میں جتنے مروجہ مذہب ہیں ان میں سے اچھا کونسا ہے اور برا کونسا" شیخ جی نے جواب دیا " جو مذہب بھی خدا کی طرف سے آیا ہے وہ کبھی برا نہیں ہو سکتا" ہربنس نے کہا " تو تمہارے خیال میں عیسائی یہودی پارسی ہندو مذہب سب اچھے ہیں" شیخ جی نے جواب دیا " یقیناً سب اچھے ہیں اور اپنے اپنے وقت میں وہی سب سے بہتر مذہب تھے ہر مذہب جو بعد میں آتا گیا پہلے مذہب سے زیادہ مکمل تھا یہاں تک کہ اسلام آیا جو آخری اور مکمل ترین مذہب ہے اسلام میں اور دوسرے مذہبوں میں دو فرق ہیں ایک تو یہ کہ وہ مکمل نہیں ہیں اور یہ مکمل ہے اور دوسرے یہ کہ دوسرے مذہبوں میں لوگوں نے بہت سی تحریف کر دی ہے اور یہ ابھی تک انسانی تحریف سے محفوظ ہے۔

ہربنس رائے۔ تمہاری باتیں کچھ دل کو تو لگتی ہیں اور یہی میں تو یہ جانتا ہوں کہ جو مذہب ایسے کام انسان کو سکھا دے جیسے تم کیا کرتے ہو وہی

سب سے اچھا مذہب ہے۔

سلسلہ کے لئے — بقیہ بستی

ہندوستان کا دورِ الحاد

(از مولوی ابو شحمہ خاں صاحب بستوی متعلم جماعت ششم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

میں نے اپنی جماعت کے تشتت بال اور تفرق حال کا ذکر اجمالی طور سے کر دیا۔ ان کے اخلاق کی کمزوریوں کا یہ عالم ہے کہ ابتک ان غداروں اور منافقوں کے متعلق کوئی علمی اقدام نہیں کیا جو الحاد کے نشر و اشاعت کے ایجنٹ اعلیٰ ہیں اپنی جماعت کی اس کمزوری کو دیکھکر ساتویں صدی کے اختتام اور آٹھویں صدی کے اوائل کے انقلابی زمانہ کی ہولناکی کا منظر سامنے آگیا۔ جس میں کہ سات سو صدیوں کی اسلامی تہذیب او تمدن کے مٹانے میں اسلام کے دشمنوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا الا مذہبی فرقہ بندیوں کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب ہو گئے قرآن اور حدیث کا ترک اور تقلید شخصی کا عروج اسی پر فتن اور پر آشوب زمانہ میں ہوا ہے یہ اسی زمانے کی کہانی ہے کہ " قرآن و حدیث " ایک مشکل فن ہے ہمارا دماغ ایسا نہیں کہ ہم بھی غور و فکر سے کوئی بات سمجھ لیں بلکہ ہمارے لئے آسان یہی ہے کہ ہم کسی امام کی تصنیف کردہ کتاب کو اپنا راہ عمل بنالیں۔ اس کے رطب و یابس سے بحث نہیں بعینہ یہی طریقہ اس زمانہ کے ملحدوں نے اختیار کیا لیکن اس خود ساختہ راہ سے کچھ آگے نکل گئے اور کہہ دیا کہ ہم اپنی عقل کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آسمانی خدا پر ایمان لانا جسکو آسمانی کتاب (قرآن) نے بیان کیا ہے ایک فرسودہ عقیدہ ہے